سکینڈے نیویا کی مذہب سے عدم دلچسپی کا یہی علاج ہے
کہ سارے احمدی باخدا اور پھر خدا نما وجود بن جائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍ستمبر ۱۹۸۹ء بمقام بیت النور ناروے)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

امسال مجھے خدا تعالیٰ نے پھر ناروے کی جماعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور یہ سفر خصوصیت کے ساتھ صد سالہ جوبلی کے ضمن میں منائے جانے والے جشن تشکر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس سال مجھے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ دنیا بھر کی بہت سی جماعتوں کے دورے کی توفیق عطا ہوئی اور ہر جگہ مَیں نے جماعت کے اندر ایک نیا ولولہ اور نئی زندگی پائی اور صرف جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ اردگرد کے ماحول میں بھی خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت کے حق میں میلان پیدا فرمائے اور اس کے نتیجے میں کوئی ایسا سفر کسی ایک ملک کا بھی نہیں جس کے متعلق میں کامل یقین کے ساتھ یہ کہہ نہ سکوں کہ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے جماعت ہی کے اندر نہیں بلکہ جماعت کے باہر بھی تائید کی ہوائیں چلائی تھیں اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ یہی حال اس ناروے کے دورے کا بھی ہوگا اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ اس سفر کے بھی انشاءاللہ بہت عمدہ اور دیرپا نتائج ظاہر ہوں گے۔

گزشتہ ممالک میں جہاں بھی سفر کی توفیق ملی وہاں سے متعدد خطوط مسلسل موصول ہو رہے ہیں جن میں بتایا جارہا ہے کہ خدا کے فضل سے سفر کے اختتام کے بعد بھی لوگوں کی توجہ غیر معمولی طور پر جماعت میں بڑھتی چلی جارہی ہے اور اس کے بہت سے نیک پھل نصیب ہو رہے ہیں۔ جہاں تک ناروے، سویڈن اور ڈنمارک کا تعلق ہے جماعت کو یہاں آئے ہوئے ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے اور

اگرچہ جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن بہت حد تک یہ اضافہ پاکستان سے آئے ہوئے مہاجرین کے ذریعہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس ناروے ہی میں آج ہم جس جگہ اکٹھے ہوئے ہیں یہ مسجد اس سے پہلے اتنی بڑی معلوم ہوتی تھی کہ چند گنتی کے آدمی سامنے کے کمرے میں جہاں مَیں اس وقت خطبہ دے رہا ہوں اکٹھے ہو جایا کرتے تھے اور یہی سب کچھ جماعت تھی لیکن اب جیسا کہ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اس کمرہ سے پچھلا ہال بھی بھرا ہوا ہے اور اس سے پیچھے جو کمرہ ہے وہ بھی بھرا ہوا ہے اور خواتین کا انتظام اس کے علاوہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ پہلو کے جو کمرے ہیں ان میں بیٹھے ہوں تو جہاں تک جماعت کے پھیلاؤ کا تعلق ہے ایک پہلو سے تو ناروے کی جماعت میں نمایاں پھیلاؤ دکھائی دے رہا ہے مگر جہاں تک نارو یجین لوگوں کا جماعت کی طرف متوجہ ہونے کا تعلق ہے، اس پہلو سے ابھی تک کوئی نمایاں خوشخبری مجھے نہیں ملی۔

اس جمعہ میں آج کے خطاب میں مَیں جماعت احمدیہ ناروے کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ نارو یجین قوموں میں سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سعید روحیں تلاش کریں اور ان پر توجہ دیں اور دعاؤں سے کام لیں کہ اللہ تعالیٰ بکثرت اس قوم کے دل اسلام کی طرف پھیر دے۔ یہی میری تلقین دیگر سکنڈے نیوین ممالک کو بھی ہے کہ وہاں کی جماعتوں کو بھی اس طرف اب خصوصیت سے توجہ دینی چاہئے۔ اس سے پہلے اب تک ہماری جو بھی تبلیغی پالیسی رہی ہے اس کی رو سے عموماً جماعتیں دلائل کے ذریعہ تبلیغ کرتی تھیں اور یہی طریق سکنڈے نیوین ممالک کے لئے بھی اب تک اختیار کیا جاتا رہا ہے مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ دور اب دلائل کا دور نہیں رہا بلکہ اس سے بڑھ کر خدا نمائی کا دور ہے۔

جب تک جماعت احمدیہ میں خدا رسیدہ اور خدا نما وجود پیدا نہیں ہوتے ہم ان ممالک میں کوئی روحانی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ دلائل کے لحاظ سے ان قوموں سے بات کی جاتی ہے جو اپنے مذہب کو اچھی طرح سمجھتے ہوں اور دلائل کی رو سے اپنے مذہب کے عقائد پر قائم ہوں مگر آج کی دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہیں اور یورپین ممالک میں تو ایسے بہت ہی کم لوگ ہیں جو دلائل کی بنیاد پر عیسائیت پر قائم ہوں۔ ایک پُرانا طبقہ ہے جن کو ابھی تک نئے زمانے کی ہوائیں نہیں لگیں وہ عیسائیت پر اس وجہ سے قائم ہیں کہ انہوں نے اپنی وراثت میں عیسائیت کو پایا، ان کی کوشش کا اور ان کی عقلوں

کا عیسائیت کے ساتھ چمٹے رہنے سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ایسے طبقے کو جب آپ دلائل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو بالعموم یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ وہ لوگ دلائل کی بنا پر عیسائیت کے ساتھ نہیں چمٹے ہوئے اس لئے دلائل کی رو سے ان کو الگ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ان کے اندر ضد پائی جائے گی،ان کے اندر ہٹ دھرمی پائی جائے گی۔آپ بائبل کے حوالوں سے عہد نامہ قدیم کے حوالوں سے اور عہد نامہ جدید کے حوالوں سے اور عقل کے حوالوں سے ان کو سمجھانے کی کوشش کریں تو بات کے سمجھنے کے باوجود بھی وہ ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں اور اکثر وہی طبقہ اس وقت عیسائیت پر مضبوطی سے قائم ہے جو عقل کو رخصت دے کر ایک ضد کے طور پر ایک مذہب کو اپنائے ہوئے ہے اور ان کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ دلائل مذہب کی موجودہ شکل کو سچا دکھاتے بھی ہیں یا نہیں۔پس ایسے لوگوں سے تو دلائل کی بات ہو نہیں سکتی۔وہ لوگ جو اس وقت بھاری اکثریت میں ہیں یعنی یورپ کا نوجوان طبقہ خصوصیت کے ساتھ سیکنڈے نیویا میں نوجوان ہی نہیں بلکہ بڑی عمر کے بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عیسائیت کے قائل ہی نہیں۔کسی مذہب کے بھی قائل نہیں۔خدا کی ہستی پر اگر ایمان ہے تو ایک سرسری سا دور کا ایمان ہے ورنہ عمداً یہ ایک دہریت کی زندگی بسر کرنے والے لوک ہیں۔ان قوموں میں ان حالات میں آپ عیسائیت کے خلاف یا عیسائیت کی صحیح تصویر دکھانے کے لئے سچی عیسائیت کے حق میں کیا دلائل دیں گے۔جو بھی آپ دلائل دیں گے ان کی سمجھ اور دلچسپیوں سے بالاتر ہیں۔وہ سمجھیں گے کہ آپ پتا نہیں کس زمانے کی باتیں کر رہے ہیں۔اب تو دور بدل چکا ہے ہم لوگ نئے میدانوں میں نکل آئے ہیں۔نئی دلچسپیوں کی تلاش میں ہیں۔ہمیں ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں کہ عیسائیت کیا تھی کیا ہے،کیا ہونی چاہئے؟ پس اس پہلو سے آپ کے دلائل اکثر و بیشتر ایسے کانوں میں پڑتے ہیں جن کو ان باتوں میں بنیادی طور پر کوئی دلچسپی نہیں۔ابھی ناروے میں داخل ہوتے ہی رات کو جو کچھ غیر مسلم دوست ملنے کے لئے تشریف لائے تھے ان کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ ان کو اسلام اور احمدیت کے اسلامی نقطۂ نظر میں دلچسپی ہے۔ایک دو باتوں سے ہی مجھے اندازہ ہوا کہ یہ بات درست نہیں ہے۔چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں آپ کو ان لوگوں میں دلچسپی تھی جو آپ کے ہاں آ کر آباد ہوئے اور آپ ان سے جو سوال کرتے ہیں وہ محض ایک تجسس کے طور پر کرتے ہیں کہ پتا تو چلے کہ تم لوگ کیا ہو،کیا سوچتے ہو،کیا

تمہارے عقائد ہیں اس سے زیادہ آپ کو دلچسپی نہیں۔انہوں نے ہنس کے کہا کہ ہاں بالکل یہی بات ہے۔ یہ بھولے آدمی ہمارے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ان کے دین میں دلچسپی ہے۔ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمیں صرف تجسس ہی ہے اور اپنے تجسس کی بنا پر ہے کہ پتا تو کریں کہ یہ نئے نئے قسم کے لوگ جو باہر سے آرہے ہیں ان کا اسلام کیا ہے اور دوسرے قدیم مسلمانوں کا اسلام جس کے متعلق ہمارے علماء نے ہمیں بتایا ہوا ہے کہ وہ کس قسم کا اسلام کا تصور رکھتے ہیں۔ان میں اور ان میں کیا فرق ہے؟ یہ بھی خمینی کے مزاج سا مزاج رکھتے ہیں یا اسی قسم کے بعض دیگر مسلمان سیاسی راہنماؤں کا مزاج رکھتے ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے۔پس یہ دلچسپی ہے کہ یہ معلوم کریں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں لیکن جب بات کھولنے کے بعد میں نے انہیں احمدیت کے متعلق کچھ وہ باتیں بتائیں جن کا خدا کی ہستی اور مذہبی تاریخ سے گہرا تعلق ہے تو اچانک ان کے اندر ایک دلچسپی پیدا ہوئی اور بالآخر بہت ہی واضح طور پر انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ جو باتیں آپ نے بتائی ہیں اس میں ہمیں دلچسپی ہے۔

پس امر واقعہ یہی ہے کہ اس وقت مغربی دنیا کو تبدیل کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود ایک دلیل بننے کی ضرورت ہے۔خود خدا نما ہونے کی ضرورت ہے۔آپ کے اندر الہٰی صفات پائی جانی چاہئیں، آپ کے اندر وہ قوت پیدا ہونی چاہئے جو خدا سے تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ انسان کے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ان میں سے ہر ایک کے اپنے مسائل ہیں ان میں سے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا کہ دعا ایک طاقت ہے اور دعاؤں کے ذریعے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ان کے اندر اچھی انسانیت کی جستجو ہے ان کو یہ علم نہیں کہ اچھی انسانیت مذہب سے عطا ہوتی ہے بلکہ اس کے برعکس یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب انسانیت کے برے نمونے پیش کرتا ہے۔ایسے ایک لمبے دور سے یہ خود گزرے ہوئے ہیں۔ جہاں عیسائیت کے راہنماؤں نے ان کے سامنے بداثرات چھوڑے اور جس طرح ہمارے مُلک میں ملاؤں کے خلاف مذاق ہوتے ہیں ان کے متعلق دلچسپ قصے سنائے جاتے ہیں ان کی منافقت کے بارہ میں لطائف بیان کئے جاتے ہیں۔اس طرح کا ایک ایسا دور تھا جب عیسائیت کے راہنماؤں سے متعلق بھی یہی باتیں ہوتی تھیں اور بہت سے لطائف مشہور تھے کہ یہ ہمارے مذہبی راہنما ہیں، یہ ان کے اخلاق ہیں اور یہ ان کے کردار ہیں۔ پھر ان کے تعصّبات ان کی

تنگ نظری، سخت مزاجی ان سب باتوں نے مل کر اہلِ مغرب کو رفتہ رفتہ مذہب سے دور کرنا شروع کیا۔ پس ان کے ہاں جو مذہب کا تصور ہے وہ انسانیت کے مقابل پر ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ انسانیت اور انسانی قدریں ایک چیز ہیں اور مذہب اور مذہبی قدریں اس کے مدمقابل دوسری چیز ہیں اور جتنا انسان مذہبی ہوتا چلا جائے گا اُتنا اس کا کردار اجنبی اور کھوکھلا اور مصنوعی ہوتا چلا جاتا ہے اور اس میں ایسی خوبصورت کشش نہیں پائی جاتی جس کے ذریعہ انسان اس سے متاثر ہوں تو دراصل عام انسانی قدروں کی طرف بڑھنے کے نتیجے میں یہ مذہب کے اس تصور سے دور ہوتے چلے گئے۔ اس پہلو سے اس تجزیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کو مذہب کو اس رنگ میں یہاں پیش کرنا ہوگا کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار مذہب کے ساتھ وابستہ دکھائی جائیں۔ ان کو معلوم ہو کہ مذہب سے مراد نہایت اعلیٰ درجہ کے انسانی اخلاق اور ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی زندگی بدل دیتا ہے اس کے نتیجے میں انسان ایک بہتر انسان کے طور پر دنیا میں اُبھرتا ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے عظیم معجزے کے نقوش کی صورت میں بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم الشان معجزہ نے جو نقوش دنیا پر قائم کئے ان میں سے پہلا یہ تھا کہ جو جہلاء تھے جو حیوانوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے انہیں انسان بنایا، پھر ان انسانوں کو باخدا انسان بنایا، پھر ان باخدا انسانوں کو خدا نما انسان بنا دیا یہ ساری منازل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کے معجزے نے چند سالوں میں طے کروا دیں اور یہی وہ منازل ہیں جن کو طے کئے بغیر آج بھی یہ معجزہ رونما نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ منازل ہیں جن کو طے کرنے کے بعد آج بھی یہ معجزہ رونما ہوسکتا ہے۔ پس ان قوموں کے ساتھ اپنے روابط میں اپنے نفس کے ساتھ رابطہ قائم کریں اور اپنا تجزیہ کریں اور یہ معلوم کریں کہ آپ کس حد تک اعلیٰ درجہ کے انسان بنے ہیں کیونکہ کوئی انسان صحیح معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا جب تک وہ پہلے اعلیٰ درجے کا انسان نہ بنے۔ پس پہلے اپنے آپ کو انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے مزین کریں۔ اپنے آپ کو وہ حسن بخشیں کہ جو عام انسانوں کی نظر میں بھی حسن لگتا ہے۔

قطع نظر اس کے کہ مذہب کیا ہے یا رنگ کیا ہے یا نسل کیا ہے؟ اُس حسن کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑیں یا جیسا کہ میں نے پہلے ایک خطبے میں بیان کیا تھا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق

جوڑنے کے نتیجے میں یہ حسن پیدا کریں۔ایسی صورت میں آپ کا یہ حسن گہرا ہوگا اور دائمی ہوگا۔کسی سطحی کردار سے تعلق نہیں رکھے گا۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا،آپ مدد کرے گا اور آپ جوں جوں باخدا بننے شروع ہو جائیں گے خدائی تقدیر آپ کو خدا نما بنانا شروع کر دے گی۔خدا نمائی کی منزل باخدا بننے کے بعد آیا کرتی ہے۔خدا نمائی کی منزل میں پھر اعجاز شامل ہو جاتا ہے۔دعاؤں کی قبولیت شامل ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی روحانی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔

آج بھی جب میں آ رہا تھا تو سفر کے دوران ڈاک دیکھنے کی توفیق ملی جو کل لندن سے پہنچی تھی۔ساری ڈاک تو ناممکن تھا دیکھنا مگر جس حد تک مجھے موقع ملا میں نے دیکھا،اس میں مختلف ممالک سے بہت ہی دلچسپ خطوط ملے ہیں ان میں ایک خط ایک بڑی قوم کے سربراہ کے متعلق تھا۔ وہ جماعت احمدیہ سے آشنا تو تھے مگر کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا لیکن وہ ایک بہت بڑی مضبوط قوم کے سربراہ ہیں ان کی لمبے عرصے سے یہ خواہش تھی کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہو لیکن باوجود اس کے کہ ہر قسم کے علاج بھی انہوں نے کروائے ، بڑے بڑے پیروں فقیروں کے پاس بھی گئے لیکن ان کی یہ آرزو بر نہ آئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ شاید میں چھوٹی عمر کی عورت سے شادی کروں تو میری تمنا پوری ہو جائے اس پر کسی نے ان کو کہا کہ ایک اور رستہ بھی آپ آزما کر دیکھ لیں۔ جماعت احمدیہ کے امام کو دُعا کا خط لکھیں اور اپنے ہاتھ سے لکھیں اور سنجیدگی سے پورے خلوص کے ساتھ لکھیں کہ مَیں نے سُنا ہے کہ آپ کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اس لئے آپ میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک بیٹا عطا فرمائے اور ایسی صورت میں مَیں یہ عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کے لئے اپنے دل میں ایک محبت کا گوشہ رکھوں گا۔ یہ تو نہیں کہا کہ مَیں ایمان لے آؤں گا لیکن یہ کہ مَیں بہت ہی خدمت کا تعلق رکھوں گا۔انہوں نے جو خط کے ذریعہ مجھے اطلاع دی وہ حیرت انگیز ہے۔ بالعموم میں تو یہی کہا کرتا ہوں کہ میں دعا کروں گا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے لیکن بعض دفعہ خدا دُعا میں ایسی حالت پیدا کر دیتا ہے کہ دُعا کرنے کی بجائے اُسے خوشخبری دے دیتا ہوں اور یہ بسا اوقات سوچی سمجھی تدبیر کے مطابق نہیں بلکہ خود بخود ہو جاتا ہے چنانچہ ان کو میں نے لکھا انہوں نے جو مجھے حوالہ بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا اس کا نام اعجاز احمد رکھنا۔ چنانچہ یہ خط ملنے کے بعد اُسی حمل

میں اللہ نے ان کو بیٹا عطا فرمایا اور انہوں نے اس کا نام اعجاز احمد رکھا اور وہ خط سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور سارے علاقے کے معززین جو بھی مبارک باد دینے آتے ہیں ان کو کہتے ہیں کہ یہ خط پڑھ لو کہ خدا نے یہ بچہ مجھے کس طرح عطا کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دعا ایک ایسا اعجاز ہے جو ہر احمدی کو عطا ہوا ہے۔ اس میں صرف خلیفہ وقت کا امتیاز نہیں یہ وہ اعجاز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانے کا ایمان زندہ کرنے کیلئے ہمیں عطا کیا ہے اور یہی معنی ہیں اس بات کے کہ **لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجال أؤ رجل من ھولاء** (بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر: ۴۵۱۸) کہ اگر ایمان ثریا تک بھی چلا گیا یعنی زمین کلیۃً چھوڑ گیا تب بھی ان لوگوں میں سے وہ ایک شخص پیدا ہوگا یا بعض اشخاص پیدا ہوں گے جو ثریا سے ایمان کو کھینچ لائیں گے۔ پس دعاؤں کے نتیجے میں ہی ایمان ثریا سے اُترا کرتے ہیں اور یہ کام ایک شخص کا نہیں بلکہ رجال کا ہے اور میرے نزدیک رجال سے مراد جماعت احمدیہ کے رجال ہیں اور وہ سارے خدا پرست لوگ خدا رسیدہ لوگ، خدا نما لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق باندھتے ہیں اور سچا اخلاص کا تعلق باندھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو یہ اعجاز عطا کرتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اپنے فضل کے ساتھ ان دعاؤں کے طفیل وہ دنیا میں آسمان پر گئے ہوئے ایمان کو واپس کھینچ لاتے ہیں۔

پس ان قوموں کو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ صرف بحث وتمحیص کی ضرورت نہیں ہے اور دعاؤں کی ضرورت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے ہونٹوں سے سرسری دعائیں کریں یا الگ بیٹھ کر دعائیں کریں خواہ دل کی گہرائی سے دعائیں ہوں بلکہ وہ دعائیں کریں جن کا میں نے ذکر کیا ہے جو خدا کے پائے قبولیت میں جگہ پاتی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نشان بنا دیا کرتا ہے۔ ایسی دعائیں ان قوموں کے حالات بدل سکتی ہیں اور اس کے بغیر نہیں۔

چنانچہ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آئندہ زمانے کے حالات بیان فرماتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ مسیح نازل ہوگا اور اس کے ساتھ ہی ایک حدیث میں جو بہت تفصیلی ہے اور مسلم میں بھی ہے اور سنن ابی داؤد میں بھی ہے۔ اس میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح پر وحی نازل فرمائے گا اور یہی وہ حدیث ہے جس میں چار دفع آنے

والے مسیح کو نبی اللہ فرمایا گیا ہے اس پر وحی نازل فرمائے گا اور اسے کہے گا کہ اس زمانے میں ہم نے دو ایسی طاقتور قومیں نکالی ہیں جن سے مقابلہ کرنے کی کسی انسان میں طاقت نہیں، کسی انسان کی مجال نہیں کہ ان قوموں سے مقابلہ کر سکے۔ پس تم بھی دنیاوی ہتھیاروں سے ان قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور وہ دو قومیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ساری دنیا جانتی ہے مشرق اور مغرب کے دو بلاکس ہیں۔ ایک کیپیٹلسٹ بلاک (Capitilist block) ہے اور ایک (Socialist block) سوشلسٹ بلاک ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دُنیا کی کسی طاقت میں اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ ان دونوں عظیم طاقتوں کا دنیاوی ہتھیارں سے مقابلہ کر سکے۔

پھر اس کے بعد فرمایا یعنی خدا تعالیٰ حضرت مسیحؑ سے فرمائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ اس لئے تم پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ پہاڑ کے دامن میں پناہ لو اور دعا کرو۔ دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان قوموں کو پگھلا دے گا اور اسلام کو فتح نصیب کرے گا۔

مجھے پہلے کئی دفعہ یہ خیال آیا کرتا تھا کہ یہاں کسی اور جہاد کا ذکر نہیں استدلال کا ذکر نہیں، دلائل کے ذریعے اور لٹریچر کے ذریعے فتح حاصل کرنے کا ذکر نہیں صرف دُعا کا کیوں ذکر ہے پھر لمبے تجربہ کے بعد مجھے یہ مفہوم سمجھ آیا کہ یہ لٹریچر اور یہ ساری تبلیغی کوششیں اگر مقبول دعاؤں کے بغیر ہوں تو ان کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ آپ لاکھ لٹریچر شائع کر لیں ان پر کوڑی کا بھی اثر نہیں پڑے گا لیکن اگر یہ روحانی لوگ دیکھیں گے، اگر یہ خدا سے تعلق والے لوگوں کا خود مشاہدہ کریں گے، دعائیں کرنے والے لوگ دیکھیں گے تو پھر یقیناً ان کے حالات بدل جائیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اسلام کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس لئے یہ نکتہ جو آج میں نے آپ کو مَیں نے بتایا ہے یہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ نکتہ ہے اور یہ وہ نکتہ ہے جو آپ کے بیان کے مطابق خود خدا تعالیٰ مسیح موعودؑ کو سمجھائے گا اور خود خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو سمجھایا۔

پس یہ وہ ہتھیار ہے جس کو آج آپ کو سب سے زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت ہے اور یہ ہتھیار ہر شخص کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اگر وہ اسے لینا چاہے اور اپنانا چاہے اور اگر نہ اپنانا چاہے تو کسی کے ہاتھ میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے آپ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس نئے نسخہ کو آزمائیں، اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور خود خدا نما بن جائیں۔ ایسی دعائیں کریں جو خدا کے حضور مقبولیت کی

جگہ پائیں اور اس کے نتیجہ میں آپ کے گردو پیش ماحول میں لوگ محسوس کرنے لگیں گے کہ ہمارے اندر ایک خدا رسیدہ انسان آ گیا ہے اور آپ کی دعاؤں کی برکت کے کرشمے وہ دیکھیں اور ان کے ماحول میں جو پاک تبدیلیاں آپ کی دعاؤں کے نتیجے میں ہوں وہ انہیں مجبور کر دیں کہ وہ رستہ اختیار کر لیں جس رستے پر خدا ملتا ہے اور جس کا مشاہدہ وہ خود اپنی آنکھوں سے کر چکے ہوں۔

پس یہ وہ ایک طریق ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ لازماً کامیاب ہوگا۔ اس کے ناکام ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وہ طریق ہے جو پہلے بھی کامیاب ہوا تھا اور یہی وہ طریق ہے جو دوبارہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھایا گیا اور یہی وہ طریق ہے جس کی طرف آج میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ سارے سیکنڈے نیویا کی مذہب سے عدم دلچسپی کا ایک ہی علاج ہے کہ یہاں آئے ہوئے احمدی باخدا انسان بن جائیں اور پھر خدا نما بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد بعض معلومات کی اصلاح کرنی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سکرنڈ میں ایک احمدی ڈاکٹر منور احمد صاحب شہید ہوئے تھے اس کے علاوہ اسی نام کے ایک احمدی کنڈیارو میں بھی رہتے ہیں جو بٹ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان میں پہلے شہادتیں ہو چکی ہیں اور جیسا کہ میں نے خطبہ میں بیان کیا تھا بہت ہمت اور حیرت انگیز صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ وہ نہ صرف جماعت کے ساتھ تعلق میں قائم ہیں بلکہ ہر قسم کے خطرے کے پیش نظر اور اس کے باوجود اس خاندان نے فیصلہ کیا ہے کہ اس علاقے کو ہم نے نہیں چھوڑنا۔ جب مجھے اطلاع ملی تو غلطی سے امور عامہ کی طرف سے یا جس کی طرف سے بھی اطلاع آئی منور احمد بٹ لکھا گیا اس لئے میرا ذہن کنڈیارو کے خاندان کی طرف گیا اور اپنے خطبے میں مَیں نے کنڈیارو کا تعارف ہی کرایا۔ بعد میں مجھے ان کے بعض رشتہ داروں کی طرف سے اطلاع ملی کہ ان کا نام منور احمد جٹ تھا اور اطلاع دینے والے نے غلطی سے آپ کو بٹ لکھ دیا، غالباً اسی لئے وہ ٹھیک نہیں سمجھے اسی لئے سکرنڈ کی بجائے میرا ذہن کنڈیارو کی طرف چلا گیا تو یہ جو منور احمد شہید ہیں یہ منور احمد جٹ کہلاتے تھے، جاٹ خاندان سے تعلق تھا اور سکرنڈ کے رہنے والے تھے۔ یہ جماعتوں میں جہاں جہاں میرے خطبے کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے، احباب اس کو درست کر لیں۔